سفر نامہ ”ٹپرواسنی“ کا فکری جائزہ

(An Intellectual Review of the Travelogue “Taparwasni”)

DOI: https://doi.org/**10.54692/**nooretahqeeq.**2024.08012144**

ثمینہ ناز

Samina Naz
Visiting Lecturer, Department of Urdu
Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur

ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو

Dr Aqsa Naseem Sindhu
Assistant Professor, Department of Urdu
Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur

Abstract:

"Taparvasni" (Gypsy) is the second collection of Parveen Atif's travelogues, which came out in 1995 after a gap of eight years from his earlier collection "Kiran, Titli Aur Bagole". Parveen Atif traveled to different cities and wrote these travelogues by dividing them into different chapters. In this travelogue, visits to Luckhnow (India), Buenos Aires (Argentina), Amsterdam (Holland), Peking (China) and Hiroshima (Japan) have been described; whereas visits to London (UK) and Damascus (Syria) have also been mentioned. The purpose of the visits included in this travelogue contains engagements in sports (hockey) and allied official duties. This article presents an intellectual review of the said travelogues highlighting their literary, observational and cultural importance.

Keywords:

Parveen Atif, Travelogue, Gypsies, Urdu Literature, Civilization & Culture, Patriotism, Imagination, Lucknow, Buenos Aires, Amsterdam, Peking, Hiroshima, London, Damascus.

”ٹپرواسنی“ پروین عاطف کے سفر ناموں کا دوسرا مجموعہ ہے جو ۱۹۹۵ء میں منظر عام پر آیا۔ اس مجموعے میں اور ”کرن، تتلی اور بگولے“ میں آٹھ سال کا وقفہ ہے، دونوں سفر نامے اپنے اندر کئی خوبیوں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ ”ٹپرواسنی“ سے مراد خانہ بدوش ہے۔ پروین عاطف اس سفر نامے کے ابتدائیے میں بیان کرتی ہیں۔

"معذرت کے ساتھ ٹپر واسنی اس لیے کہ میں سمجھتی ہوں۔ عورت جنم سے مرن تک خانہ بدوش ہے۔۔"(۱)

پروین عاطف نے مختلف شہروں کا سفر کیا ہے۔ انہوں نے ان سفر ناموں کو اکٹھا کر کے مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس سفر نامے میں لکھنو (ہندوستان) بیونس آئرس (ارجنٹینا) ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) پیکنگ (چین) ہیروشیما (جاپان) لندن اور دمشق کی سیاحت موجود ہے۔ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس سفر نامے کی سب سے اہم خوبی جو اسے "کرن، تتلی اور بگولے" سے مختلف بناتی ہے وہ مقصدِ سفر ہے۔ "ٹپر واسنی" میں سفر کی وجہ ہاکی میں مصروفیات اور سرکاری ذمہ داریاں ہیں۔ اس سفر میں پروین عاطف کو ان کے شوہر کی وجہ سے وی آئی پی حثیت ملتی ہے کیوں کہ ان کے شوہر پاکستانی ہاکی ٹیم کے کپتان تھے۔ وہ معمولی سیاح کی طرح سیر کرتی نظر نہیں آتی ہیں بلکہ خاص ماحول میں بڑے لوگوں کی زندگی کی عکاسی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ پروین عاطف نے سفر نامے کے تمام فنی و فکری لوازمات کا خیال رکھا ہے۔ سفر نامے میں داستانوی رنگ نہیں ہوتا لیکن پروین عاطف نے اس خوب صورتی سے داستانوی انداز اپنایا ہے قاری لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ غفور شاہ قاسم لکھتے ہیں:

"سفر نامہ کسی بھی سفر کی ایک ایسی روداد ہے جس میں دوسری جگہ کے واقعات مشاہدات تجربات وہ مناظر ہی نہیں ہوتے بلکہ ان سے زندگی کے لیے نہیں راہوں کے تعین میں بھی مدد ملتی ہے۔ سفر نامہ ایک ایسی غیر افسانوی صنف ادب ہے جس میں فکشن کی تنظیم آپ بیتی کی ذاتیت، رپورتاژ کی قوت متخیلہ، انتھر یوجسٹ کی تخلیق بصارت فطرت اور تخلیق کی جولانیاں شامل ہو سکتی ہیں۔"(۲)

"ٹپر واسنی" (سفر ناموں کا مجموعہ) میں دی گئی فہرست کے مطابق لکھنؤ میں ان کی پہلی سیاحت کا تذکرہ ہے۔ لکھنؤ کے سفر کی وجہ "اندرا گاندھی ہاکی کپ ہے" اس سفر میں زیادہ بے تکلفی نہیں ملتی۔ ان کا مشاہدہ خاص طبقے تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ کسی بھی فن پارے میں تخیل کی کار فرمائی فن پارے کو چار چاند لگا دیتی ہے قاری مصنف کے ساتھ ہی تخیل کی دنیا کا سفر کرتا ہے۔ تخیل کی کار فرمائی کا تذکرہ پروین عاطف جگہ جگہ کرتی ہیں۔ پروین عاطف رومانوی ذہن رکھنے والی اور خوابوں خیالوں کی دنیا میں رہنے والی خاتون ہیں۔ وہ لکھنو کے سفر میں کہتی ہیں کہ پل بھر میں میرے قدم سرخ نارنجی وادیوں میں کھو جاتے ہیں۔ نیلے آسمان پر ستاروں کی موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے۔ خوب صورت سرخ پھول، لہلہاتے کھیت ہیں اور ہوائیں محبت بھری کومل سرگوشیاں کرتی ہیں۔ وہ ان گنت نئی دنیاؤں میں کھو جاتی ہیں۔ پروین عاطف لکھتی ہیں:

"پل میں قدم سرخ نارنجی وادیوں میں ہوتے ہیں پل میں ان دیکھے توانا پہاڑوں کی پشت

پر کالا ہاری کے خشک تپیدہ ریگ زار۔۔۔۔ پھر آنکھوں کی لویں اجاگر کرنے والے ستاروں کی موسلا دھار بارش اور کالے سرخ گلاب حیات کو مفلوج کر دینے والی محبت بھری کومل سرگوشیاں کرتے ہیں۔"(۳)

پروین عاطف کا مشاہدہ، اسلوب، انسانی ہمدردی، سماجی حالات کی عکاسی معلومات کی فراہمی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ ان کے سفر نامے میں ان کی بلند فکر، وسیع مشاہد، مطالعہ کائنات، اور معلومات میں اضافہ سماجی زندگی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ وہ مورخ، مفکر، مصلح، اور عام انسان کے روپ میں سفر کرتی نظر آتی ہیں۔ ان کی انہی خوبیوں نے سفر نامہ نگاری میں انہیں اہم مقام دلوایا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"سفر کا سب سے قیمتی عنصر اس کی حرکت ہے۔ اور زندگی چوں کہ ایک مسلسل حرکت ہے اس لیے سفر زندگی کا استعارہ ہے۔ حکمائے قدیم نے زندگی کو ایک ایسا سفر قرار دیا ہے جو ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔۔۔"(۴)

پروین عاطف جہاں کا بھی سفر کرتی ہیں وہاں کی تہذیب و ثقافت، معاشرت اور سیاسی حالات کو پیش کرتی ہیں۔ جہاں ہر سہولت صرف امیر طبقے کے لئے میسر ہے غریب طبقہ آج بھی مظلومیت لیے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے:

"اس چٹان سے اس چٹان۔ کیسر کے کھیت کی طرح اتنے سارے لوگوں کی خوشبوئیں چنتے رہنے کا تجربہ بھی صوفی سنتوں کے روحانی تجربات سے کم نہیں۔ ہر سفر ذہن کی ایک پرت کھول دیتا ہے اپنے وجود کے اندر سکڑی ہوئی ذات کی آکائی پھیل کر ارض و سما پر چھانے لگتی ہے۔"(۵)

وہ لکھنؤ کی تہذیب و ثقافت اور خاص طور پر گذشتہ عہد کے لکھنؤ اور اس معاشرے کی رونقیں دلچسپی سے دیکھتی ہیں۔ پروین عاطف نے اپنے شوق کو تسکین بخشنے کے لیے لکھنؤ کا سفر اختیار کیا۔ مگر انہیں وہ کچھ نظر نہ آیا جس کا تذکرہ کتابوں میں پڑھا اور سنا تھا۔ صرف غربت اور بے بسی میں پسے ہوئے لکھنوی لوگ نظر آئے۔ پاکستان اور لکھنو کا موازنہ بھی اس سفر میں کیا ہے۔ سفر نامے میں سیاسی، سماجی، ثقافتی مسائل کا ذکر کرنا اور دوسرے ملک کا اپنے ملک سے موازنہ کا سفر نامے میں جاذبیت پیدا کرتا ہے۔ خالد محمود بیان کرتے ہیں:

"سفر نامہ نگار جس ملک کا سفر کرتا ہے وہاں کی تہذیب و ثقافت کو ضرور بیان کرتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی جاتا ہے وہاں کا موازنہ اپنے ملک سے ضرور کرتا ہے۔"(۶)

پروین عاطف کے سفر نامے جہاں سفر نامہ نگاری کے تمام لوازمات کو سمیٹے ہوئے ہیں وہاں برصغیر اور دیگر

ممالک کی معاشرت کی بھرپور عکاسی بھی کی ہے۔ مثلاً لکھنو کی فرسودہ حالی پر وہ لکھتی ہیں:

"بھارت کے غربت اور محرومی سے کچلے عوام کو دیکھ کر میں دکھ اور بے بسی کے اس عارضے میں مبتلا ہو جاتی ہوں جو مجھے اپنے عوام کو دیکھ کر لاحق ہوتا ہے۔"(۷)

پروین عاطف انگلینڈ کی تہذیب کی عریانیت اور یہاں کی نسائیت کا ذکر کرتی ہیں۔ وہ جنسیت کے اس گندے نظام پر مغربی عورت کے لیے دکھ کا اظہار کرتی ہیں جس سے ہمیں مغربی زندگی جاننے کا موقع ملتا ہے۔ انہوں نے جگہ جگہ ایسے نظارے دکھائے ہیں جس سے ہیرامنڈی جیسا کاروبار نظر آتا ہے۔ ان کے یہ احساسات روایتی مشرقی عورت ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ ذوالفقار علی احسن سفرنامے میں جنس نگاری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"سفرنامے میں جنس کا موضوع اس قدر متنوع ہے کہ ایک مختصر سے مضمون میں اس کا پوری طرح احاطہ کرنا ممکن نہیں سفرنامہ نگار جس مغربی ملک کا سفر کرتا ہے وہاں کے منفی حالات پہ نہ صرف کڑھتا ہے بلکہ ان مسائل کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ اردو کے سفر ناموں میں سب سے بڑا موضوع جنس بھی رہا ہے۔"(۸)

انہوں نے شہر کے مشہور ڈیپارٹمنٹل سٹور (بازار) کی سیر بھی کی۔ وہ جنسیت پرستی کی گندی بو کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکیں اور ایسی تہذیب سے بیزار نظر آتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے پروین عاطف ہاتھ میں کیمرہ لیے مغربی ماحول سے وہاں کی زندگی کی تصویریں کھینچ کر قاری تک ہو بہو پہنچا رہی ہیں۔ اس ساری بے حیائی اور جنسیت پرستی کو دیکھ کر مغربی تہذیب پر پروین عاطف افسردہ ہو رہی ہیں۔ کیا یہی وہ ترقی ہے جس کے ہم خواہاں تھے وہ خود سے مخاطب ہوتی ہیں۔ "کیا ہم اسی ترقی کے لیے مرے جا رہے تھے"؟۔ وہ بیان کرتی ہیں:

"مجسمے تصویریں بت پوسٹر نیو سائن عریاں، نیم نیم عریاں۔ اللہ اتنی ارزاں تو دنیا میں چنے کی دال بھی نہ تھی۔"(۹)

پروین عاطف کے سفرناموں میں حب الوطنی کی جھلک نظر آتی ہے۔ محسوس ہوتا جیسے یورپ کی فضاؤں نے علامہ اقبال کو پکا مسلمان بنا دیا تھا بالکل اسی طرح پروین عاطف کو غیر ملکی ہواؤں نے حب الوطن پاکستانی اور مشرقی عورت بنا دیا تھا۔ پروین عاطف کا یہ سفر ہاکی کی مصروفیات کی بدولت کامیاب رہا۔ انھوں نے اپنی ذمہ داریوں کا تذکرہ کم کر کے سیاحت کے جذبے کو فروغ دیا ہے تاکہ قاری سیاحت سے لطف اندوز ہو سکے۔ ڈاکٹر صدف فاطمہ بیان کرتی ہیں:

"حب الوطنی کا جذبہ خواتین سفرنامہ نگاروں میں مردوں کے مقابلے میں زیادہ نظر آتا ہے۔ خواتین نہ صرف اپنے ملک سے محبت کا اظہار کرتی ہیں بلکہ سفرنامے میں اپنے ملک کا موازنہ دوسرے ملک سے بھی کرتی نظر آتی ہیں۔"(۱۰)

اس سفر نامے میں معلومات کی فراہمی زیادہ ہے۔ہاکی کی مصروفیات کا ذکر صرف آفیشل ڈنر میں شرکت کا تذکرہ کرتے وقت کرتی ہیں۔پروین عاطف بڑے مہذب انداز سے پاکستان کی سفارت کاری کرتی نظر آتی ہیں۔ قاری انہیں سندھی لباس میں ملبوس سندھی اجرک لیے اور چاندی کے زیورات میں سجا ہوا دیکھتا ہے۔ جس سے ان کی وطن سے محبت اور پاکستانی تہذیب و ثقافت سے لگاؤ کو واضح طور پر دیکھائی دیتا ہے۔اس سفر نامے میں ہم پروین عاطف کو ستائش اور تعریف کی تمنا رکھنے والی عام عورت دیکھتے ہیں۔ جو حقیقت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔وہ کہتی ہیں اس وقت نہ کوئی واقعہ تھا نہ کوئی حادثہ پھر بھی اس عمر میں کوئی سر راہ حوصلہ افزائی کر جائے تو تھکے تھکے گھٹنوں میں کچھ دیر کو اولمپک جیسی بجلیاں بھر جاتی ہیں۔"میں ہوں" تازیانے کی طرح لگتا ہے:

> "مجھے بھی اپنے ملک کی تین ہزار سالہ ثقافت کا حسن ہتھیلیوں پر سجانے کا شوق تھا میں نے کاک ٹیل میں اپنے تہذیبی ورثے کے تعارف کے لیے سندھی اجرک اور چند پنجابی زیور پہن رکھے تھے۔ بین الاقوامی قسم کی پارٹیوں میں میری بھی پاکستانیت سر چڑھ کر بولتی ہے جی چاہتا ہے ٹیکسلا سے نکلے ہوئے تاریخی ہیروں سے لے کر موہنجوڈرو کے تین ہزار سالہ برتنوں کے ٹکڑے جسم پر سجا کر چل دوں۔"(۱۱)

"ٹیرواسنی" پروین عاطف کا سب سے دلچسپ سفر نامہ ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ان کا اسلوب بہترین ہے۔وہ سکھ، محبتوں، نفرتوں، نارسائیوں اور ناآسودگیوں کا ذکر کرتی ہیں جہاں ایک نیا جہان آباد ہے۔ جس سے قاری پہلے کبھی بھی واقف نہیں ہوتا۔پروین عاطف ایک باشعور، تعلیم یافتہ اور گہرا مشاہدے رکھنے والی خاتون ہیں۔ عصری حالات پر ان کی نظر گہری ہے۔ان ساری خصوصیات کا بر ملا اظہار ان کے سفر ناموں میں ملتا ہے۔وہ اپنے سفر نامہ میں جس ملک کا بھی سفر کرتی ہیں وہاں کی ثقافت، مذہب، اور تہذیب قاری کے سامنے کھول کر رکھ دیتی ہیں۔

وہ سچ کی قائل ہیں اور حقیقت پسندانہ امور کا جائزہ لیتی ہیں۔پروین عاطف ایک ایسی سفر نامہ نگار ہیں جو چند لفظوں اور جملوں میں بڑے بڑے تجربات اور مشاہدات کو لپیٹ لیتی ہیں۔وہ سفر نامہ نگار کے ساتھ بہترین ادیبہ بھی ہیں۔وہ بات کرنے اور بات لکھنے کا ڈھنگ بخوبی جانتی ہیں۔ سارے سفر نامے کے دوران قاری کو بھی شمولیت کا موقع دیتی ہیں۔اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں ان سب خوبیوں کی بنیاد پر پروین عاطف دور حاضر کی اہم سفر نامہ نگار ہیں۔ان کے اس سفر نامے اردو ادب کے لئے گراں قدر اضافہ ہیں۔جو آئندہ آنے والے سفر نامہ نگاروں کے لئے عمدہ تحفہ ہیں۔ کسی بھی بنیاد پر اردو ادب میں ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ سفر نامہ کی روایت پروین عاطف کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں سمجھی جاسکتی۔

حوالہ جات

۱۔ پروین عاطف، ٹپر واسنی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص:۹

۲۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، پاکستانی ادب کے سو سال، لاہور: بک ٹاک پبلیشرز، ۱۹۹۵ء، ص:۱۵

۳۔ پروین عاطف، ٹپر واسنی، ص:۱۰

۴۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب میں سفر نامہ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، س۔ن، ص:۴۰

۵۔ پروین عاطف، ٹپر واسنی، ص:۱۱۲

۶۔ خالد محمود، اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ، لاہور: مکتبہ جامع، ۲۰۱۱ء، ص:۵۲

۷۔ پروین عاطف، ٹپر واسنی، ص:۴۴

۸۔ احسن، ذوالفقار علی، آزادی کے بعد اردو سفر نامے میں جنس نگاری کا رجحان، لاہور: مغربی پاکستان اردو، ۲۰۰۸، ص:۲۰۱

۹۔ پروین عاطف، ٹپر واسنی، ص:۹۰

۱۰۔ صدف فاطمہ، ڈاکٹر، خواتین کے اردو سفر ناموں کا تحقیقی مطالعہ، لاہور: انجمن ترقی اردو، س۔ن، ص:۸

۱۱۔ پروین عاطف، ٹپر واسنی، ص:۱۲۰